21239 ـ جعالہ (انعام) كے احكام

سوال

كيا آپ اختصار كے ساتھ جعالۃ كے احكام بتا سكتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جعالۃ كو الجعل اور جعيلۃ كا نام بھي ديا جاتا ہے، يہ وہ (انعام اور رقم وغيرہ) ہے جو كسى كام كرنے پر انسان كو دى جائے، مثلا كوئى يہ كہے كہ جس نے بھى اس طرح كيا؛ اسے اتنى رقم دى جائے گى؛ يعنى جو شخص كوئى معلوم كام كرے تو اس كے ليے معلوم رقم ركھى جائے؛ مثلا ديوار كى تعمير كرنے پر.

اس كے جواز كى دليل مندرجہ ذيل فرمان بارى تعالى ہے:

اور جو شخص اسے لائے گا اسے ايك اونٹ كا بوجھ ديا جائے گا، اور ميں اس كا ضامن ہوں يوسف (72)

يعنى جو كوئى بھى بادشاہ كا پيالے چورى كرنے والے كے متعلق بتائے گا اسے ايك اونٹ بوجھ ديا جائے گا، اور يہ انعام اور جعل ہے، تو اس طرح جعالۃ كے جواز پر يہ آيت دلالت كر رہى ہے.

اور سنت نبويہ ميں اس كى دليل وہ حديث ہے جس ميں ايك ڈسے جانے والے سردار كا قصہ مذكور ہے، يہ حديث صحيحين وغيرہ ميں ابو سعيد رضى اللہ تعالى عنہ سے مروى ہے:

ابو سعيد رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ انہوں نے ايك عرب قبيلہ كے پاس پڑاؤ كيا اور ان سے مہمان نوازى كرنے كا كہا، ليكن اس قبيلہ نے مہمان نوازى كرنے سے انكار كر ديا، ان كے سردار كو كسى چيز سے ڈس ليا تو انہوں نے ہر قسم كے علاج كى كوشش كى ليكن افاقہ نہ ہوا تو وہ لوگ ان كے پاس آئے اور كہنے لگے:

كيا تمہارے پاس كچھ ہے؟ تو ايك صحابى نے كہا اللہ كى قسم ميں دم كرونگا، ليكن اللہ كى قسم ہم نے آپ لوگوں سے مہمان نوازى كرنے كا كہا تو آپ نے انكار كر ديا، اب ميں اس وقت تك دم نہيں كرونگا جب تك تم ہمارے ليے كوئى چيز (اس كا بدلہ) مقرر نہيں كرتے، تو انہوں نے ان كے ساتھ بكريوں كے ايك ريوڑ پر مصالحت كى، اس صحابى نے جا كر اس سردار پر سورۃ الفاتحہ (الحمد للہ رب العالمين) پڑھ كر پھونك مارى؛ تو وہ سردار بالكل نشيط اور چست اور ٹھيك ٹھاك ہو گيا، تو انہوں نے وعدہ پورے كرتے ہوئے انہيں بدلے ميں ايك ريوڑ بكرياں ديں؛ جب وہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے اور اس واقعہ کو ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم نے ٹھیك کیا، تقسیم کرو، اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھنا"

صحیح بخاری کتاب الاجارۃ حدیث نمبر (2276).

لھذا جس نے بھی انعام یا بدلا رکھے جانے کے علم کے بعد ایسا کام کیا جس پر انعام رکھا گیا ہے؛ تو وہ اس انعام اور بدلے کا مستحق ٹھرے گا، کیونکہ کام مکمل ہونے پر وہ معاہدہ استقرار پا چکا ہے، چاہے وہ کام کچھ لوگ مل کر بھی کریں؛ تو وہ اس رقم کو برابری کے ساتھ آپس میں تقسیم کرینگے؛ کیونکہ وہ سب اس کام میں شریك تھےجس کی بنا پر انہیں یہ معاوضہ ملا ہے لھذا وہ معاوضے میں بھی شریك ہونگے.

اور اگر اس نے عوض یا انعام کا علم ہونے سے قبل وہ کام کیا؛ تو اس رقم کا مستحق نہیں؛ کیونکہ اس نے اپنے نفس کا حق ساقط کر لیا ہے، اور اگر معاوضہ رکھنے والے نے کام شروع کرنے سے قبل ہی فسخ کر دیا؛ تو کام کرنے والے کو اس کے عمل کی اجرت اور مزدوری دی جائے گی، کیونکہ اس نے معاوضہ پر کام کیا ہے لیکن اسے معاوضہ نہیں ملا.

جعالہ (انعام یا معاوضہ) کئی مسائل میں اجارۃ (اجرت اور مزدوری) سے مختلف ہے، جو درج ذیل ہیں:

1 ـ جعالہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ جس کام پر وہ انعام رکھا گیا ہے وہ کام معلوم ہو، لیکن اجارہ یعنی اجرت اور مزدوری کے صحیح ہونے کے لیے کام معلوم ہونے کی شرط ہے.

2 ـ جعالہ کے صحیح ہونے کے لیے کام کی مدت کا معلوم ہونا شرط نہیں، لیکن اس کے برعکس اجارہ میں کام کی مدت معلوم ہونی شرط ہے.

3 ـ جعالہ میں کام اورمدت جمع کرنی جائز ہے، مثلا یہ کہےکہ: جس نے یہ کپڑا ایك دن میں سلائی کیا تو اسے یہ ملے گا، لھذا اگر اس نے ایك دن میں سلائی کر لی تو وہ اس انعام اور معاوضے کا حقدار ہے، وگرنہ نہیں، لیکن اس کے برعکس اجارہ میں کام اور مدت کے مابین جمع صحیح نہیں.

4 ـ جعالہ میں کام کرنے والے پر کام کرنا لازم نہیں، لیکن اجارہ میں کام کرنے والے پر کام کا التزام ہوتا ہے.

5 ـ جعالہ ایسا معاہدہ اور عقد ہے جس میں طرفین کے لیے دوسرے فریق کی اجازت کے بغیر عقد فسخ کرنا جائز ہے، لیکن اس کے برعکس اجارہ میں عقد لازم ہوتا ہے، اور فریقین میں سے کسی ایك کے لیے دوسرے کی رضامندی اور اجازت کے بغیر فسخ کرنا جائز نہیں.

6 ـ فقہاء رحمہ اللہ تعالی نے بیان کیا ہے کہ: جس نے بھی کسی دوسرے کے لیے بغیر عوض اور کام والے کی اجازت کے بغیر کام کیا تو وہ کسی بھی چیز کا مستحق نہیں، کیونکہ اس نے منفعت بغیر عوض کے خرچ کی، اور اس لیے بھی کہ انسان کو ایسی چیز لازم نہیں جس کا اس نے التزام نہیں کیا؛ لیکن اس سے دو چیزیں مستثنی ہیں:

پہلی چیز:

اگر کام کرنے والے نے اپنے آپ کو اجرت پر کام کے لیے تیار کیا ہو، مثلا دلال، اور بار بردار وغیرہ؛ اگر اس نے اجازت کے ساتھ کام کیا تو اس پر عرف عام کی دلالت کی بنا پر وہ اجرت کا مستحق ٹھرے گا، اور جس نے اپنے آپ کو کام کے لیے تیار نہ کیا ہو تو وہ کسی چیز کا مستحق نہیں، اگرچہ اسے اجازت بھی دے دی جائے، لیکن شرط کے ساتھ.

دوسری چیز:

جو شخص کسی دوسرے کا مال ہلاك ہونے سے بچائے؛ مثلا اسے سمندر اور دریا سے نکالے، یا جلنے سے بچائے، یا وہ سامان تباہ ہونے والی جگہ میں پائے اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ مال ضائع ہو جائے؛ تو اسے اجرت مثل (یعنی اس جیسے کام کی مثل) ملے گی، اگرچہ اسے مالك نے اجازت نہ بھی دی ہو، کیونکہ مالك کی یہ چیز تباہ ہونے کا خدشہ تھا، اور اس لیے بھی کہ اس کی اجرت دینے میں اس جیسے کام کرنے کی ترغیب بھی ہے، کہ مال تباہ ہونے سے بچایا جائے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جس نے کسی دوسرے کا مال تباہ ہونے سے بچایا اسے اجرت مثل ملے گی، اور اگرچہ شرط کے بغیر ہی ہو، صحیح قول یہی ہے، اور امام احمد وغیرہ سے یہی بیان کیا گیا ہے".

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جس نے بھی کسی دوسرے کے مال میں بغیر اجازت کام کیا تا کہ وہ اس کام کے ساتھ دوسرے تك پہنچے، یا مالك کے مال کی حفاظت اور اور اسے ضائع ہونے سے بچانے کے لیے کیا، تو صحیح یہی ہے کہ اسے اس کے کام کی اجرت ملے گی، امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے کئی ایك مقام پر اسے بیان کیا ہے" انتھی .